علمائے جمہور و علمائے حنفیہ و اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا
خلل اندازی نماز کے عدمِ جواز پر

فتویٰ

مولوی مختار الحق کی خلل اندازی نماز کے متعلق
جہالت اور غلط بیانی

محررہ

اُستاذ العلماء حضرت مولانا علامہ
مُفتی غلام رسُول صاحب مدظلہ
علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

ناشر

مکتبہ غوثیہ مجددیہ گجرات

1/50

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ایسا کیوں

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ برہان حق صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حق کو سمجھنے اور مقبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دین میں ضد ہٹ دھرمی اور جھگڑا سے علماء اور عوام کو محفوظ رکھے آمین۔ دین اسلام ایک کامل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں اعتقادات وعبادات۔ اخلاق وعادات، موت وحیات۔ معاشرت وسیاسیات غرضیکہ ہر شعبہ زندگی سے متعلق اصولی اور فروعی ہدایات موجود ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں غلط فہمی ہو جائے یا عوام میں ایسا عمل جاری ہو جائے۔ جو دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے پریشانی کا باعث ہو۔ تو اسکی تحقیق کے لئے علماء حق کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ ہمیشہ سے اُمّت میں رائج ہے۔ علماء ربانی بڑے دردِ دل ہمدردی اور دماغ سوزی سے علمی اور تحقیقی فتاوے اور مضامین سپرد قلم کرکے اُمّت کی راہنمائی اور مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

اگر علماء دین میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو جائے۔ تو اس کا حل یہ ہونا چاہیئے کہ علمائے کرام احسن طریقہ سے بغرض افہام وتفہیم حق بات کی تحقیق کے لئے ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ انانیت اور نفسانیت کو بالائے طاق رکھ کر قرآن وسنّت اور فقہ حنفی پر غور وفکر کرکے علمائے متقدمین ومتاخرین کے فیصلہ پر عمل کریں۔ اور اپنا اپنا جوش وخروش اور علمی زور ثابت کرنے کی بجائے اپنے خلوص کا مظاہرہ کرکے فلاح ونجات پائیں۔ اسی طرح کا ایک فتویٰ انوار الصوفیہ فروری ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا۔ جسے اصلاح حال کے لئے اشتہار کی شکل میں درج ذیل عنوان سے شائع کیا گیا۔ "جب کوئی آدمی نماز میں مصروف ہو تو نماز کے بعد آواز سے ذکر کرنا منع ہے۔" فتویٰ مذکور میں اوّل سے آخر تک ایک لفظ بھی طعن وتشنیع اور جھگڑے والا نہیں ہے۔

قارئین مطبوعہ رسالہ یا اشتہار منگوا کر ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ کلمۂ

حق کو خلوص دل سے قبول کیا جاتا کیونکہ اس فتویٰ پر عمل کرنے سے کسی آدمی کو تکلیف پریشانی نہیں ہوتی۔ اور اپنا بھی کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے برعکس بعض حضرات نے اسے غلط رنگ دیا۔ اپنی خصوصی اور عوامی محفلوں میں طرح طرح کے الزام لگائے گئے۔ کہیں کہہ دیا " یہ ذکر خدا کو روکتے ہیں، کسی جگہ فرما دیا۔ کلمہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ یا درود شریف پڑھنے سے باز کرتے ہیں۔ بعض انتہا پسندوں نے فرما دیا۔ یہ کلمہ کے منکر ہیں۔

(نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات)

جو لوگ اس فتویٰ کے خلاف میدانِ تحریر میں کود ے، انہوں نے بھی اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے اس مسئلہ کو فرقہ وارانہ ہوا دی۔ طعن و تشنیع کا دروازہ کھولا۔ اور اصل بات سے توجہ ہٹانے کے لئے غیر متعلق مسائل کو بحث میں لے آئے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ رویہ وہی شخص اختیار کرتا ہے۔ جو اپنے موقف کو دلائل سے ثابت نہ کر سکے۔ ان کے تحریری الزامات ملاحظہ فرمائیے۔

" ایک فتوائے نظر سے گذرا جو نجدیت نوازی کے مترادف تھا۔"

" فرقہ نجدیہ وہابیہ دیوبندیہ کا طریقہ ہے۔"

"ان کی جہالت کی بیّن دلیل ہے"

" جو استدلال و استناد کیا ہے غلط بیانی پر مبنی ہے۔"

" منکرین ذکر جہری۔"

"مفتی علی پوری دیوبندی نواز پیر علی پوری کو خوب سوجھی"

" یہ قید بے معنی، فضول، لغو اور بیہودہ ہے۔"

([illegible])

چونکہ اس فتویٰ کے خلاف صرف بعض بریلوی علماء نے زبانِ قلم کو حرکت دی۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو واضح کیا جائے۔ اس لئے درج ذیل عنوان سے دوسرا اشتہار شائع کیا " خلل اندازیٔ نماز کے متعلق اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب۔" اس میں بھی صرف اصل مسئلہ کو فاضل بریلوی کے پانچ فتاویٰ سے واضح کیا گیا۔ مخالفین کی تلخ و تند کلام سننے اور پڑھنے کے بعد بھی بڑی سنجیدگی اور

متانت سے جواب دیا۔ آپ دوسرا اشتہار بھی منگوا کر اسکی تحقیق کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے۔ چھ ماہ کی تیاری کے بعد مولوی مختار الحق صاحب نے سابقہ دلائل پیش کر کے اپنی علمی شان ثابت کی اور اس پر قلم درازی یہ فرمائی کہ فرقہ وارانہ الزامات کے ساتھ بداخلاقی کا مظاہرہ بھی کیا۔ آپ بھی ملاحظہ فرما کر ان کے اخلاق کی داد دیجیئے۔

"سائل اور مجیب دونوں دیوبندی ہیں"۔

"دھوکہ دینے اور پھسلانے کی کوشش کی ہے"۔

"حد درجہ بد دیانتی سے کام لیا ہے"۔

"داؤ اور فریب سے اپنے اسم بامسمیٰ ہونے کا ثبوت دیا"۔

"مجیب صاحب نے نہایت عیاری سے کام لیا"

"مولوی غلام رسول بریلوی فی الحقیقت دیوبندی"۔

"فتووں کی من گھڑت تاویلیں کی ہیں"۔

اب قارئین کرام ان کے اعتراضات اور دلائل کا مختصر جواب ملاحظہ کر کے اور فیصلہ فرمائیے۔

سید مزمل حسین شاہ
گجرات

حامداً ومصلیاً ومسلماً

حضرات! دربار عالیہ علی پور شریف کے دارالافتاء میں پاکستان بلکہ بیرون ملک سے بھی ہزارہا استفتاء آتے رہتے ہیں۔ ایک استفتاء اور اس کا جواب (نماز کے بعد اونچی آواز سے ذکر کرنا جبکہ کوئی نماز میں مصروف ہو منع ہے) رسالہ انوار الصوفیہ شمارہ ۹/۱۰ میں بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۷۹ء اور دیگر اشتہارات میں شائع ہوا۔

بعض لوگوں نے اس کے جواب دینے کی بھی ناکام کوشش کی ہے۔ اب پھر ایک صاحب بہ مسمی مختار الحق صدیقی بریلوی فی الحقیقت نجدی خارجی خطیب جامع مسجد ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع فیصل آباد جو کہ علم تفسیر و حدیث سے ناواقف اور علم فقہ میں جاہل اور افتاء اور اس کے لوازمات و آداب سے ناآشنا بلکہ علوم عقلیہ اور نقلیہ میں کسی قسم کی بصیرت نہیں رکھتا۔ لوگوں کے اشتہار وغیرہ پڑھ کر ایک اشتہار شائع کیا ہے۔ جس میں مولوی مذکور نے لکھا ہے کہ استفتاء اور جواب میں مفتی علی پور شریف نے اعلحضرت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ کے مسلک کے خلاف لکھا ہے۔ حالانکہ مولوی مذکور نے اپنی کم علمی کی وجہ سے تمام فقہاء کرام اور محدثین بالخصوص سید التابعین رئیس المحدثین امام ابو حنیفہ المتوفی سنہ ۱۵۰ھ کے مذہب کے خلاف اپنے اشتہار میں بحث کی ہے۔ اور الجواب اور استفتاء کے جواب دینے کی جو غلط کوشش کی ہے۔ وہ حقیقت میں فقہا اور محدثین اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور اعلیحضرت فاضل بریلوی المتوفی سنہ ۱۳۴۰ھ کی عبارات کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے۔ کیونکہ استفتاء تو صرف خلل اندازی نماز کے متعلق تھا ہم نے جواب میں تحریر کیا کہ خلل اندازی نماز جائز نہیں ہے۔ ذکر، ذکر خفی، ذکر جہر، ذکر متوسط اور ذکر جہر مفرط کے متعلق تو نہ سوال تھا نہ جواب۔ ذکر، ذکر خفی، ذکر جہر اور ذکر متوسط تو ہمارے نزدیک جائز ہے۔ بات تو صرف خلل اندازی نماز کے متعلق تھی ہم نے لکھا کہ تمام فقہاء کے علاوہ اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی خلل اندازی نماز کو منع کرتے ہیں۔ جہاں خلل اندازی نماز نہ ہو تو وہاں ذکر جائز ہے۔ مولوی مذکور لکھتا ہے۔

نعم جوز التدريس في المسجد والبحث فيه حيث لم يشوش على المصلين او لم يكن هناك المصلون

کہ امام اعظم نے مسجد میں تدریس اور علمی بحث کی اجازت دی ہے۔ جبکہ اس سے نمازیوں کو تشویش نہ ہو یا مسجد میں کوئی نمازی نہ ہو۔

ملا علی القاری رئیس الحنفیہ ہیں۔ انہوں نے بھی خلل اندازیٔ نماز کو مستثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا کہ خلل اندازیٔ نماز نہیں ہونا چاہیئے۔ اب خلل اندازیٔ نماز کو جائز کہنا اقوال فقہاء حنفیہ اور مذہب ابوحنیفہ سے جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ مولوی مختار الحق نے نو کو یا کہ کوئی فقہی کتاب دیکھی تک نہیں۔ صرف لوگوں کے اشتہار دیکھ کر ایک بڑا اشتہار اپنی تشہیر کے لئے لکھ دیا۔

اب مولوی مذکور کا یہ کہنا کہ مسجدوں میں درس قرآن شروع ہو جاتے ہیں۔ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے ان تمام رکیک اعتراضوں کا بھی جواب ہو گیا۔ کہ درس قرآن اس وقت شروع کرنا چاہیئے۔ جبکہ لوگوں کو جو کہ نماز ادا کر رہے ہوں، تشویش اور پریشانی نہ ہو۔ مولوی مذکور نے اعلیحضرت کا یہ فتویٰ (فتاوی رضویہ صفحہ ۸) کہ لا الہ الا اللہ کا ذکر بعد از نماز جائز ہے، مگر حاضرین کو ان کی خوشی پر رکھا جائے۔ مجبور نہ کیا جائے۔ بھی ذکر کیا ہے حالانکہ ہم نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ اس صورت مسئولہ کا ہمارے جواب سے کوئی لگاؤ نہیں ہے، کیونکہ صورت مسئولہ میں خلل اندازی نماز کے متعلق اعلیحضرت سے سوال نہیں کیا گیا۔ لہذا آپ نے جواز موقوفی (کہ ان کی خوشی پر رکھا جائے) کے ساتھ جواب دیا۔ علاوہ ازیں اعلیحضرت فاضل بریلوی کے نزدیک ذکر خفی افضل ہے، اگرچہ تشویش نمازی کے لئے نہ ہو (فتاوی رضویہ صفحہ ۸۵) اگر تشویش اور خلل اندازیٔ نماز کی صورت ہو تو قطعاً ناجائز اور منع ہے۔ اگر خلل اندازیٔ نماز نہ ہو۔ تو پھر جائز ہے۔ جیسا کہ اعلیحضرت نے فرمایا ہے۔ اگر خلل اندازیٔ نماز ہو، تو پھر یہ بھی صورت نہیں ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ صاحب فتاویٰ نظامیہ نے اسی صورت کے متعلق کہا ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ اس سے خلل اندازیٔ نماز ہے۔ جو کہ منع ہے۔ جیسا کہ گذرا چونکہ فتاوی نظامیہ کے سوال میں خلل اندازی

نماز کے متعلق دریافت کیا گیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے جواب میں کہا کہ مکروہ ہے۔ اور اعلیحضرت سے بھی یہ ہی سوال تھا۔ سائل نے خلل اندازی کے متعلق دریافت نہیں کیا۔ لہٰذا آپ نے جواب جواز موقوفی فرمایا۔ اگر خلل اندازی کے متعلق سوال ہوتا۔ آپ یقیناً ممانعت کا حکم فرماتے جیسا کہ دیگر مقامات میں خلل اندازی کی بحث فرماتے ہوئے کہا ہے کہ خلل اندازیٔ نماز جائز نہیں ہے۔

مولوی مذکور نے چونکہ اشتہار پڑھ کر اپنا مبلغ علم تیار کیا ہے۔ اگر وہ فتاویٰ نظامیہ یا دیگر کتب فقہ سے کسی کا مطالعہ کرتا۔ تو ہرگز نہ کہتا کہ خلل اندازیٔ نماز جائز ہے جس کو فقہاء منع فرما رہے ہیں۔

تکبیرات تشریق

پھر مولوی مذکور نے تکبیرات تشریق کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مفتی علی پور شریف کو چاہیئے۔ کہ فوراً ان تکبیرات کہنے کو حرام قرار دیں۔ کیونکہ یہ خلل اندازی نماز کا باعث ہیں۔ نماز کے بعد ان کو بلند آواز سے مذہب حنفیہ کے مطابق پڑھا جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مولوی مذکور میں علمی بصیرت اور تفقہ نہیں ہے۔ اور نہ اسکو یہ علم ہے۔ کہ تکبیرات تشریق تو ان مواضع سے ہیں۔ جہاں امام ابو حنیفہ سے جواز نص موجود ہے۔ یہ مخصوص احکامات سے ہیں۔ ان کا اصل مسئلہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ اسی وجہ سے تکبیرات تشریق کے لئے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے چند شرائط مقرر کئے ہیں۔ ا۔ کہ فرض نماز ہو۔ (۲) تکبیر پڑھنے والا مقیم شہر میں ہو (۳) جماعت مستحبہ ہو۔ صرف عورتوں کی جماعت نہ ہو۔ کہ وہ مکروہ ہے۔ چنانچہ امام علی بن ابی بکر المتوفی ۵۹۳ھ اپنی عظیم تصنیف ہدایہ ص ۱۵۵ ج ۱ میں لکھتے ہیں۔

ولان الجهر بالتكبير خلاف السنة والشرع ورد به عند استجماع هذه الشرائط۔ اور اس لئے کہ بلند آواز سے تکبیر کہنا خلاف سنت ہے اور شریعت کا حکم وہاں

ہے جہاں یہ شرطیں جمع ہوں۔ رئیس الحنفیہ علی قاری فرماتے ہیں۔

ولابی حنیفۃ ان الجہر بالتکبیر خلاف الاصل والنص الوارد فیہ اجتمع ھذہ الامر فتراعی

اور امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ بلند آواز سے تکبیر کہنا خلاف اصل ہے اور جو نص اس میں وارد ہوئی ہے۔ اس میں تمام اُمور موجودہ کی رعایت رکھی جائے گی۔

امام صاحب کے نزدیک بلند آواز سے تکبیرات کہنا صرف سنّت نہیں بلکہ واجب ہیں ان کو کون بند کر سکتا ہے۔ مولوی مذکور کی کم فہمی ہے کہ مخصوص احکامات تو حقیقت میں بھی مستثنےٰ ہُوا کرتے ہیں۔ جب یہ تکبیرات بنیادی طور پر اصل مسئلہ سے مستثنیٰ اور مخصوص ہیں۔ توان کو اصل مسئلہ کے ثبوت کے لئے دلیل پیش کرنا بے علمی کی واضح دلیل ہے۔

ع بریں علم و دانش بباید گریست

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وقیل کان ذالک ایام التشریق بمنی وھذا اوفق لمذھب ابی حنیفۃ فی کراھتھم الجھر بالذکر فی ما عدا ما ورد ولھذا لا یوجبون قصار تکبیرات العید و التشریق۔ (لمعات جلد سوم ص۲۱۱ حواشی مشکوٰۃ ص۸۰) اور بعض نے کہا کہ تکبیر سے مُراد منیٰ میں ایام تشریق کی تکبیریں ہیں۔ اور یہ قول مذہب ابوحنیفہ کے زیادہ موافق ہے۔ کیونکہ حنفیہ سوائے ما ورد بہ النص کے جہر بالذکر کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

معلوم ہُوا کہ تکبیرات تشریق مخصوصہ ہیں۔ ان کے جواز پر نص اور صراحت آ گئی ہے۔ یہ مستثنیٰ ہیں۔ اصل مسئلہ پر ان کو بطور دلیل پیش کرنا بے وقوفی ہے اور بعد از نماز کلمہ لا

الہ الا اللہ مستثنیٰ نہیں ہے اسی لئے صاحب فتاوی نظامیہ نے کہا کہ اس سے خلل اندازی نماز ہو گی۔ جو مکروہ ہے، اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ بھی فتاوی افریقہ ص۸۴ میں اسی صریحہ جزئیہ (کلمہ طیبہ بعد از نماز کے متعلق لکھتے ہیں) کہ امر مستحسن ہے بشرطیکہ خلل اندازی نماز نہ ہو مولوی مختار الحق چونکہ جہالت کا مجسمہ ہے اس نے فتاوی افریقہ کا مطالعہ نہیں کیا۔ لہذا کہا کہ اگر ثابت فی الشرع ہو۔ تو اس سے خلل اندازی نماز جائز ہے۔ اگر اس کے قول کے مطابق خلل اندازی نماز جائز ہے۔ تو پھر اعلیٰ حضرت فتاوی افریقہ میں کیوں لکھتے ہیں۔ کہ اس کے ساتھ بھی خلل اندازی نماز نہیں ہونی چاہیئے۔ خلل اندازی نماز کے جواز کا قائل تو فقہاء حنفیہ سے کوئی بھی نہیں ہے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے تو بار بار خلل اندازی نماز کو منع کیا ہے اور ان امور سے منع کیا ہے جو کہ ثابت فی الشرع ہیں۔

آذان

اسی طرح اذان یہ بھی احکامات مخصوصہ سے ہے۔ کیونکہ اس سے مقصد لوگوں کو خبردار کرنا ہے اور اس سے مقصود ہی آواز ہے۔ چنانچہ امام نووی شافعی المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں۔

فان السر بالاذان لم یعتد به لانه لا یحصل به المقصود۔ پس اگر مؤذن نے آہستہ آذان کہی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

اور اذان کے ساتھ جہر شریعت سے ثابت ہے۔ لہذا یہ بھی مخصوص موارد اور مستثنیات سے ہے۔ اس سے اصل مسئلہ پر دلیل پیش کرنا بے معنی اور غلط ہے۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے تکبیرات تشریق اور اذان کو خلل اندازی نماز کا سبب نہیں کہا۔ ہاں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کو فتاوی افریقہ میں خلل اندازی نماز کا باعث قرار دیتے ہوئے کہا۔ کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ سے خلل اندازی نماز نہیں ہونا چاہیئے۔

حدیث شیخین

مولوی مذکور نے خلل اندازی نماز کے جواز پر استدلال کرتے ہوئے مشکوٰۃ شریف سے حدیث ذکر کی ہے۔

"کہ ایک رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ پست آواز سے قرآن پڑھ رہے ہیں اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وجہ دریافت فرمائی۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی جس سے میں نے مناجات کی اسکو سُنا دیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ کو اور فاروق اعظم نے عرض کی۔ سوتوں کو جگا رہا تھا۔ اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔" (انتہیٰ کالم ۲)

مولوی مذکور نے اس حدیث کا مفہوم نہیں سمجھا۔ چونکہ اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سایہ سے شیطان نے بھاگ کر مولوی مذکور پر سوار ہو کر مولوی مذکور کو بدحواس کر دیا ہے۔ اسی لئے مولوی مذکور نے حدیث کا معنی نہیں سمجھا۔ حدیث کا خلل اندازی نماز سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کا تعلق تو نماز لیل (رات) سے ہے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو نماز میں متوسط جہر کی تعلیم فرمائی ہے۔ نماز میں جہر اور سِر کا مسئلہ الگ ہے۔ خلل اندازی نماز کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جو قرأت کر رہے تھے۔ وہ رات کو نماز کے اندر کر رہے تھے۔ کلمہ طیبہ تو نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ مولوی مذکور کو عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔ اعلحضرت فاضل بریلوی تو فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ بعد از نماز بلند آواز سے اس وقت پڑھا جائے۔ جبکہ خلل اندازی نماز نہ ہو۔

حدیث ابن عباس کا جواب

پھر مولوی مذکور نے حدیث ابن عباس ذکر کی ہے۔ کہ بخاری اور مسلم نے یہ حدیث

ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر کہنے سے پہچانا کرتا تھا۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ صہ ۸۸)

امام شافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ حدیث ابن عباس کے متعلق فرماتے ہیں۔

واحسبه انما جهر قليلاً ليتعلم الناس منه

(حضرت ابن عباس کی یہ روایت کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر پڑھا کرتے تھے) تو ہمارے خیال میں اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے تھوڑا عرصہ جہر کیا تاکہ لوگ آپ سے سیکھ لیں پھر جہر ترک کر دیا) (بحوالہ کتاب الام ج ۱ ص ۱۱۱)

اسی لئے امام شافعی فرماتے ہیں۔ کہ میں تو پسند کرتا ہوں۔ کہ امام اور مقتدی نماز سے فارغ ہونے کے بعد دونوں آہستہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ حدیث کے سیاق سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابن عباس نے جب یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس وقت صحابہ کرام نے بلند آواز سے ذکر چھوڑ دیا تھا۔

علامہ شمس الدین کرمانی الشافعی المتوفی سنہ ۷۸۶ھ حدیث ابن عباس کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول:" کان علیٰ عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں یہ ذکر تھا" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب حضرت ابن عباس نے یہ حدیث بیان کی ہے تو اس وقت صحابہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ گویا کہ صحابہ نے یہ خیال کیا کہ تکبیر کہنا لازم نہیں ہے۔ اس لئے صحابہ نے اسی خوف کی وجہ سے اس ذکر کو ترک کر دیا تھا تاکہ کم فہم لوگ یہ نہ خیال کریں کہ نماز بغیر اس ذکر کے پوری نہیں ہوتی۔

علامہ بدرالدین عینی الحنفی المتوفی سنہ ۸۵۵ھ حدیث ابن عباس کے بعد آخری فیصلہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ مختار مقتدی اور امام ہر دونوں کے لئے بعد از نماز ذکر خفی ہے (تاکہ نمازی کو تشویش نہ ہو)

معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما المتوفی سنہ ۶۸ھ کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بلند آواز سے ذکر جو تھا وہ صرف تعلیم جواز کے لئے کیا گیا ہے۔ دائمی یہ بات نہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام نے اس کو چھوڑ دیا۔ اگر حکم دائمی ہوتا۔ تو پھر صحابہ کیوں چھوڑتے۔ حدیث ابن عباس کی مزید تفصیل

ہمارے رسالہ القول علی المقائل میں دیکھئے۔

مولوی مختار الحق نے خلل اندازی نماز کے جواز پر دلیل پیش کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اس حدیث کے تحت نقل فرماتے ہیں۔

فیہ دلیل علی جواز الجھر بالذکر عقب الصلوٰۃ اس حدیث میں دلیل ہے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے۔

(انتہی کالم ۲)

مولوی مذکور نے فتح الباری نہ دیکھی ہے نہ پڑھی ہے۔ اگر فتح الباری دیکھتے تو یقیناً اس طرح نہ لکھتے۔ کیونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ جواز جہر پر ابن بطال المتوفی ۴۴۹ھ نے سخت گرفت کی ہے۔ کہا ہے کہ سلف میں سے کسی ایک سے بھی اسی پر اطلاع نہیں پائی جا سکی اور امام نووی فرماتے ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا مطلب تعلیم جواز قرار دیا ہے۔ وہ بھی تھوڑے وقت کے لئے جہر پر کبھی مداومت اور ہمیشگی نہیں ہوئی۔ اور آخر میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

وَالمختار ان الامام والماموم یخفیان الذکر (فتح الباری صفحہ ۳۲۵ ج ۲) "اور مختار یہی ہے۔ کہ امام اور مقتدی دونوں آہستہ ذکر کریں"

علامہ بدر الدین حنفی بھی ابن بطال کے تعاقب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وقال ابن بطال اصحاب المذاھب المتبعۃ وغیرھم متفقون علی عدم استحباب رفع الصوت بالتکبیر والذکر حاشا ابن حزم۔ محدث ابن بطال فرماتے ہیں کہ تمام اصحاب مذاہب اربعہ اور ان کے علاوہ دوسرے سب اس بات پر متفق ہیں کہ بلند آواز سے تکبیر اور ذکر مستحب نہیں ہے بجز ابن حزم کے۔

پھر علامہ عینی لکھتے ہیں۔ کہ مختار امام اور مقتدی دونوں کے لئے آہستہ ذکر ہے۔

علامہ ابن حزم المتوفی ۴۵۶ھ غیر مقلد ہیں۔ مولوی مذکور کو ابن حزم کے متعلق علم نہیں ہے کہ ابن حزم کا اتباع کر رہا ہے۔ حالانکہ ابن حزم سخت غیر مقلد ہے۔ مولوی مذکور لوگوں کو دیوبندی

کہتا ہے حالانکہ خود ابن حزم کی پیروی کر کے نجدی بن گیا ہے۔ کیونکہ جمہور علماء بالخصوص علمائے حنفیہ تو امام اور مقتدی دونوں کے لئے یہ ہی پسند کرتے ہیں، کہ وہ آہستہ ذکر کریں لیکن ابن حزم غیر مقلد کہتا ہے کہ بلند آواز سے بعد از نماز ذکر کیا جائے۔ ثابت ہوا کہ مولوی مذکور اپنی جہالت کی وجہ سے خود ہی دیوبندی وہابی اور نجدی بن گیا ہے کیونکہ غیر مقلدین کے امام کا اتباع کر رہا ہے۔ علامہ بدرالدین حنفی ہیں۔ وہ فرما رہے ہیں کہ بعد از نماز ذکر بلند نہ کیا جائے۔ مولوی مذکور اگر حنفی ہے تو اس کو بلند ذکر کر کے نمازیوں کی نماز میں خلل اندازی نہیں کرنی چاہیئے۔ مولوی مذکور نے امام نووی کا جو قول ذکر کیا ہے۔

> کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث (ابن عباس) اس کی دلیل ہے جو بعض سلف نے نماز فریضہ کے بعد بلند آواز سے تکبیر اور ذکر مستحب قرار دیا ہے۔" (انتہی کالمہ ص۳)

امام نووی نے اس قول کے بعد علامہ ابن بطال کے تعاقب کا ذکر کیا ہے پھر امام نووی نے اپنے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا۔ کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے تھوڑا عرصہ جہر کیا تھا۔ تاکہ لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کا طریقہ بتا دیں، یہ مطلب نہیں کہ آپ نے ہمیشہ ذکر بلند آواز سے کیا۔ امام شافعی نے فرمایا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ امام اور مقتدی دونوں نماز سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر آہستہ کریں (نووی شرح مسلم ص۲۱۲) امام نووی شافعی ہیں۔ وہ اپنے امام کے مختار قول کو ہی ترجیح دیں گے، مولوی مذکور کی طرح نہیں ہیں۔ مدعی حنفی ہونے کے باوجود اپنے امام کے اقوال کو نظر انداز کریں، مولوی مذکور کو بالکلیہ علمی بصیرت نہیں ہے۔ کیونکہ محدثین تمام اقوال نقل کر دیتے ہیں، پھر راجح اور قوی قول آخر میں ذکر کرتے ہیں، امام نووی نے بھی ابن بطال کا تعاقب اور اپنے امام کا مذہب آخر میں نقل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ مقتدی اور امام دونوں کو آہستہ ذکر کرنا چاہیئے (تاکہ لوگوں کو نماز کی حالت میں تشویش نہ ہو)

حدیث عبداللہ بن زبیر کا جواب

مولوی مذکور نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ المتوفی ۷۳ھ سے مسلم شریف وغیرہ کے حوالہ سے روایت نقل کی ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم من صلوٰته قال بصوته الاعلىٰ لا اله الا الله وحده لا شريك له الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز کا سلام پھیرتے بلند آواز سے فرماتے۔ لا اله الا الله وحده لا شريك له (آخر حدیث تک پڑھتے)

مولوی مذکور نے اپنی سستی شہرت کے لئے مسلم شریف کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ مسلم شریف کو دیکھا ہی نہیں۔ مسلم شریف میں نہ تو بصوتہ الاعلیٰ ہے۔ اور نہ ہی ابتداء حدیث میں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلوٰۃ ہے جبکہ یہ حدیث صاحب مشکوٰۃ نے مشکوٰۃ ص۸۸ میں مسلم شریف کے حوالہ سے نقل اور تخریج کی ہے۔ مسلم شریف میں یہ روایت جو صاحب مشکوٰۃ نے ذکر کی ہے موجود ہے۔ لیکن بصوتہ الاعلیٰ کے لفظ مسلم شریف میں موجود نہیں ہیں۔ ان ہی الفاظ پر مولوی مذکور خلل اندازی نماز کے جواز کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ حالانکہ یہ لفظ مسلم شریف میں موجود نہیں ہیں۔ دیکھئے امام مسلم بن حجاج المتوفی ۲۶۱ھ عبداللہ بن زبیر سے یہ روایت کرتے ہیں۔ لیکن مسلم شریف ص۲۱۸ پر بصوتہ الاعلیٰ کے لفظ موجود نہیں ہیں امام ابوبکر البیہقی المتوفی ۴۵۸ھ نے سنن کبریٰ ص۱۸۵ میں بحوالہ مسلم اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ لیکن اس میں بھی بصوتہ الاعلیٰ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ اسی طرح امام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ نے اپنی مسند ج۴ ص۵ اور امام ابوداؤد المتوفی ۲۷۵ھ نے سنن ابوداؤد ص۲۱۱ اور امام ابوعبدالرحمان بن شعیب نسائی المتوفی ۳۰۳ھ نے نسائی ص۱۵ اور امام نووی شافعی نے کتاب الاذکار ص۶۷ اور ابن القیم المتوفی ۷۵۱ھ نے زاد المعاد ص۷۶ میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔ لیکن ان تمام کتب مذکورہ میں بصوتہ الاعلیٰ کے لفظ موجود نہیں ہیں۔ بصوتہ الاعلیٰ

کے لفظ مشکوٰۃ میں موجود ہیں۔ صاحب مشکوٰۃ کا یہ وہم ہے جو لوگ علم حدیث میں بصیرت تامہ رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مشکوٰۃ شریف میں فن حدیث کے لحاظ سے متعدد وہم ہیں۔

مثلاً دیکھئے صاحب مشکوٰۃ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ المتوفی ۳۲ھ کی ترک رفع یدین کی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ وقال ابو داؤد لیس ہو بصحیح علی ہذا المعنی انتہی حالانکہ ابو داؤد نے یہ الفاظ حضرت ابن مسعود کی روایت کے بارے میں نہیں فرمائے بلکہ یہ الفاظ ابو داؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ المتوفی ۷۲ھ کی حدیث کے متعلق فرمائے ہیں۔ ہم نے اس کو اپنی کتاب نور الفرقدین علی رفع الیدین میں بھی ذکر کیا ہے۔ جب یہ لفظ بصوتہ الاعلیٰ مشکوٰۃ میں ہیں اور صاحب مشکوٰۃ کو وہم ہوا ہے تو بلند آواز سے بعد از نماز ذکر لا الہ الا اللہ ثابت نہ ہوا۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ افریقہ میں اور صاحب فتاویٰ نظامیہ نے اپنے فتاویٰ میں کہا کہ کلمہ طیبہ میں بھی بعد از نماز اتنا بلند آواز نہیں ہونا چاہیئے۔ جس سے خلل اندازیٔ نماز ہو کیونکہ خلل اندازیٔ نماز مکروہ اور ممنوع ہے۔ چونکہ صاحب مشکوٰۃ کو بصوتہ الاعلیٰ کے الفاظ کے ساتھ وہم ہوا۔ لہٰذا یہ روایت ہی غیر مسلّم ہے۔ اگر اسکو بالفرض والتقدیر تسلیم بھی کیا جائے تو اس کا جواب وہ بھی ہے۔ جو کہ امام شافعی نے ذکر کیا ہے۔

واحسب ماروی ابن الزبیر من تہلیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما جہر قلیلاً لیتعلم الناس منہ۔ عبداللہ بن زبیر نے جو یہ روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ آپ نے تھوڑا عرصہ جہر کیا۔ تاکہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ لیں

اسی لئے امام شافعی حافظ بدر الدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی شافعی وغیرہ یہی فرماتے ہیں کہ بعد از نماز مقتدی اور امام ہر دونوں ذکر خفی اور آہستہ آواز سے کریں۔ بلند آواز سے نہ کریں۔ تاکہ خلل اندازی نہ ہو۔ مولوی مذکور لکھتا ہے۔

" کہ معلوم ہوا کہ اعلیٰحضرت کا مسلک بھی یہی ہے کہ بعد از نماز فرض بلند آواز

سے ذکر کرنا جائز ہے۔"
(انتہی)

اعلیحضرت فاضل بریلوی کا مسلک خلل اندازیٔ نماز کے جواز کے متعلق ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی اعلیحضرت نے کسی مقام پر لکھا ہے کہ جب امر ثابت ہو تو خلل اندازیٔ نماز جائز ہے۔ یہ مولوی مذکور کی جہالت ہے۔ اعلیحضرت فاضل بریلوی کلمہ طیبہ کے متعلق بھی فتاوی افریقہ میں لکھتے ہیں کہ ذکر بلند آواز سے اس وقت ہو جبکہ خلل اندازیٔ نماز نہ ہو۔ مولوی مذکور نے فتاوی رشیدیہ سے بھی خلل اندازیٔ نماز کے جواز پر دلیل پیش کرنے کی کوشش کی ہے فتاوی رشیدیہ کا حوالہ مولوی مذکور ابن حزم کے متبع کو مبارک ہو۔ اس حوالہ کا ہمارے موضوع سے تعلق ہی نہیں ہے۔ کیونکہ مسئلہ خلل اندازیٔ نماز میں ہے۔ ذکر جہر میں نہیں۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ ذکر جہر کے جواز کے ہم بھی قائل ہیں۔ خلل اندازیٔ نماز کے جواز کے ہم قائل نہیں ہیں۔ اور خلل اندازیٔ نماز مکروہ اور منع ہے۔ پھر مولوی مذکور لکھتا ہے۔

"کہ رہا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب وہ بھی ہمارے مسلک کے خلاف نہیں کیونکہ انہوں نے فرمایا جہاں ذکر جہر نص سے ثابت ہے وہ ذکر مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔"

(انتہی کالم ۳)

یہ بھی مولوی مذکور کی کم فہمی ہے۔ کیونکہ مولوی مذکور کو خلل اندازیٔ نماز کے متعلق امام ابوحنیفہ کے مذہب کا علم ہی نہیں ہے۔ امام اعظم نے کہاں فرمایا ہے۔ لا الہ الا اللہ سے خلل اندازیٔ نماز جائز ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب ہی صاحب فتاوی نظامیہ ذکر کر رہے ہیں کہ کلمہ طیبہ کے ساتھ خلل اندازیٔ نماز مکروہ ہے۔ اور اعلیحضرت فاضل بریلوی بھی فتاوی افریقہ میں مذہب امام اعظم کو ہی لکھ رہے ہیں کہ کلمہ طیبہ سے خلل اندازیٔ نماز نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر مولوی مذکور کے قول کے مطابق خلل اندازیٔ نماز جائز ہے تو کسی معتبر کتاب فقہ حنفی کا حوالہ لکھیں۔ کہ کلمہ طیبہ سے خلل اندازیٔ نماز جائز ہے۔ مولوی مذکور قیامت تک ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتا۔ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ فتاوی نظامیہ اور فتاوی افریقہ میں ہے کہ کلمہ طیبہ سے بھی خلل اندازیٔ نماز نہیں ہونی چاہیئے۔ یہی مذہب ابوحنیفہ ہے۔

خلاصہ کلام

الحمد للہ علمائے جمہور و علمائے حنفیہ و اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال اور فتاوی سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بعد از نماز کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ) کے ساتھ خلل اندازی نماز جائز نہیں ہے۔ اور مولوی مذکور نے جو قول ابن عباس اور عبد اللہ بن زبیر کی روایت پیش کی ہے۔ اس میں بصوتہ الاعلیٰ کے الفاظ ثابت ہی نہیں۔ اگر ثابت بھی ہو جائیں۔ تو پھر مطلب ان احادیث کا یہ ہے کہ تعلیم جواز کے لئے تھوڑا عرصہ جہر کیا گیا ہے۔ یہ حکم دائمی اور ہمیشگی کے لئے نہیں تھا۔ اگر بلند آواز سے ہمیشگی کے لئے حکم ہوتا تو کبھی محدثین اور فقہائے اُمت مقتدی اور امام کے لئے ذکر خفی کو مختار اور مستحب نہ فرماتے۔ اور اعلیٰحضرت بھی نہ فرماتے کہ لا الہ الا اللہ سے خلل اندازی نماز نہ ہونی چاہیئے۔ اور صاحب فتاوی نظامیہ بھی نہ لکھتے۔ کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ خلل اندازی نماز مکروہ ہے۔ معلوم ہُوا کہ کلمہ طیبہ کے ساتھ خلل اندازی نماز جائز نہیں۔ مولوی مذکور نے کم علمی کی وجہ سے یہ اشتہار میں لکھ دیا ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ خلل اندازی نماز جائز ہے۔ خلل اندازی نماز تمام علماء کے نزدیک منع اور مکروہ ہے۔ البتہ اگر مسجد میں نمازی نہیں ہیں، تو پھر ذکر کر سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک ذکر بالجہر جائز ہے۔ البتہ خلل اندازی نماز جائز نہیں ہے۔ مولوی مختار الحق نے جو لوگوں کے اشتہارات وغیرہ دیکھ کر اشتہارات شائع کیا ہے۔ وہ تمام غلط اور بے بنیاد ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم بالصواب

حررہ

مفتی غلام رسول

علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

(۱) تائیدِ حق

راہنمائے شریعت پیر طریقت حضرت مولانا سید افضل حسین شاہ جماعتی مدظلہ

سجادہ نشین دربار عالیہ جماعتیہ علی پور شریف

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

نماز تمام عبادات سے افضل عبادت ہے۔ نماز میں بندہ براہِ راست اپنے رب سے ہمکلام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ اس لئے نمازی کے قریب کوئی ایسا ذکر کرنا جس سے اس کی نماز میں خلل واقع ہو مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں منع ہے جس طرح کہ ہمارے مدرسہ کے مفتی حضرت الحاج مولٰنا غلام رسول صاحب نے اپنے مدلل فتووں میں بارہا تحریر فرمایا ہے۔ مگر اس زمانہ کے مذہب سے ناواقف علمائے حنفی مسلک کے بجائے اپنا عمل جبراً عوام پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ اور اکثر اپنے غلط فتوے شائع کراتے رہتے ہیں۔ اس فتوے میں حضرت مولٰنا غلام رسول صاحب نے نہایت عمدہ تحقیق کر کے مسئلہ زیرِ بحث کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن۔

سید افضل حسین جماعتی

سجادہ نشین دربار عالیہ علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

(۲) تائید متین

حضرت مولانا سید منور حسین شاہ صاحب جماعتی علی پوری

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نماز کلی طور پر تمام عبادات سے اعلیٰ اور افضل ہے نماز کی ادائیگی نماز کے آداب اور لوازمات کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ نماز کے کچھ ظاہری آداب ہیں اور کچھ باطنی، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا صلوٰۃ الا بحضور القلب۔

کہ نماز کو حضور قلب کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔

اور نماز میں خلل اندازی حضور قلب کے سخت منافی اور مخالف ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام احسان کے متعلق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ مقام حاصل نہیں تو کم از کم یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) لہٰذا نماز کو نہایت خشوع اور خضوع سے ادا کرنا چاہیئے اور حضور قلب اور خشوع و خضوع اسی وقت قائم رہے گا جبکہ نماز میں خلل اندازی نہ ہو اسی لئے تمام فقہاء کرام نے خلل اندازی نماز کو منع فرمایا ہے استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی غلام رسول صاحب نے خلل اندازئ نماز کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ مذہب اہل السنۃ والجماعت کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سید منور حسین شاہ جماعتی
علی پور سیداں

(۳) تائیدِ اتفاق

شیخ طریقت حضرت مولانا سیّد اصغر علی شاہ دامت برکاتہم العالیہ علی پور شریف
فارغ التحصیل بریلی شریف۔

مولوی غلام رسول صاحب مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کے اس فتویٰ کے ساتھ متفق ہوں، کیونکہ اعلحضرت اور مشائخ کرام کا یہی مذہب ہے۔

علی اصغر بن فدا حسین بن سیّد حضرت لاثانی رحمۃ اللہ علیہ
خادم سجادہ دربار لاثانی علی پور شریف

(۴) تائیدِ لطیف

حضرت پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ خلق اندازی نماز بیان فرما کر ایسا کام کیا ہے۔ جیسا کہ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔

سیّد قطب نثار شاہ دربار لاثانیہ علی پور شریف

(۵) تائید

حضرت سید پیر محمد اسلم حسین شاہ صاحب مدظلہٗ دربار لاثانیہ علی پور شریف
فقیر اس فتویٰ کے ساتھ متفق ہے، کہ ہمارے راہنمائے دین مجدد ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ اس لئے ہمارا بھی یہی مذہب ہے۔

خادم درگاہ لاثانی اکبری سید محمد اسلم حسین شاہ مدظلہٗ علی پوری

(۶) تائید

حضرت سید پیر محمد افضل حسین اکبری دربار لاثانیہ علی پور شریف
ہمیں اشتہار ہذا کے اس فتویٰ کے ساتھ کلی اتفاق ہے۔

محمد افضل حسین اکبری بقلم خود

تائید (۷)

حضرت صاحبزادہ پیر سیّد نذیر حسین شاہ صاحب مدظلہ
سجادہ نشین چک ۱۶ بھلوال۔ ضلع سرگودہا

حضرت قبلہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور مفتی غلام رسول صاحب نے جو فرمایا ہے، میں اس سے متفق ہوں، کیونکہ امام اعظم کا اور اعلحضرت کا یہی مذہب ہے۔

تائید (۸)

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد شریف صاحب مدظلہ خطیب جامع مسجد نور
مہتمم دار العلوم نقشبندیہ جماعتیہ رضویہ ڈسکہ

نمازی کے ہاں ذکر جہر یا بلند آواز سے درود شریف وغیرہ پڑھنے سے اگر نماز میں خلل واقع ہوتا ہے تو آہستہ پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ اس کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

محمد شریف نقشبندی مجددی غفرلہ ڈسکہ

تائید (۹)

استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ محمّد عالم صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ حنفیہ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ذکر جہری ہو یا سری ہر حال میں جائز ہے۔ لیکن خلل اندازئی نماز کسی طرح درست نہیں۔

محمّد عالم
خطیب جامع مسجد دو دروازہ سیالکوٹ

اعلان

گذشتہ اوراق میں جو مسئلہ آپ پڑھ چکے ہیں اگر کسی صاحب کو اس میں شک ہو یا وہ اس کے خلاف دلائل پیش کرتا ہو تو میرے پاس علی پور شریف آ جائے۔ میں ہر طرح سے اسکی تسلی کرنے کو تیار ہوں۔ اگر ہمارے پاس نہیں آ سکتا تو اپنے پاس فقیر کو بلانے کا انتظام کرے تاکہ وہاں جا کر اس کی تسلی کی جائے۔

مفتی غلام رسول عفی عنہ
علی پور شریف ضلع سیالکوٹ